اور کون زیادہ بہتر ہے بات میں اس سے جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کام کیا لیاقت والا

فریضۂ دعوت و تبلیغ

شیخ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

گلوبل اسلامک مشن انک

نیویارک یو ایس اے

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا

اور کون زیادہ بہتر ہے بات میں اس سے جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کام کیا لیاقت والا

فریضۂ دعوت و تبلیغ

شیخ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

گلوبل اسلامک مشن انک

نیویارک یو ایس اے

'آئینۂ خیال'

آج مسلمانانِ عالم پر ایک عجیب نزع کی سی کیفیت طاری ہے۔ عام مسلمان یا تو اپنے معاشی یا معاشرتی مسائل میں پھنسے ہوئے نظر آتے ہیں یا کسی اندرونی یا بیرونی سازشوں نے انھیں گھیر رکھا ہے۔ آجکل کی زبان میں جن لوگوں کو خواص میں شمار کیا جاتا ہے، اگر وہ دولتمند ہیں تو دنیاداری، ریاکاری اور سیاست کے چکر میں سرگرداں ہیں اور اگر ان خواص کا شمار اہلِ علم ودین میں ہوتا ہے تو ان کا حال نہ گفتہ بہ ہے۔ پہلے زمانے میں تو یہ فکر ہوتی تھی کہ دین میں کوئی اور نیا رخنہ جنم نہ لے لے۔ فرقے تو پہلے ہی بہت بن چکے ہیں، اب ہر فرقہ میں سینکڑوں پارٹیوں نے بھی جنم لے لیا ہے۔ ہر پارٹی کا چیئرمین اپنے کو مسیحا سمجھے ہوئے ہے اور تقریباً ہر دوسری پارٹی سے متصادم نظر آتا ہے۔ ایسی پارٹیوں کے اثر ورسوخ مسجدوں، ان کی کمیٹیوں اور ان کے اماموں تک ایسے پہنچ چکے ہیں کہ اسلام سے وفاداری ثانویت، اور اوّلین حیثیت ان پارٹیوں کے منشور اور پروگراموں کو حاصل ہوگئی ہے۔

ہزاروں بلکہ لاکھوں دنیاداروں اور ابن الوقتوں نے مبلغینِ اسلام کا روپ دھار کر سیدھے سادھے مسلمانوں کو گمراہی وبے دینی کی راہ پر ڈھکیلنا، اپنی زندگی کا مشغلہ اور دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ عام مسلمانوں کو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ بیچارے کیا کریں اور کس کی سنیں۔۔۔ہم امریکہ میں مقیم ہیں اور یہاں کے مسلمانوں اور مسجدوں اور اسلامی تنظیموں کے حالات بھی باقی دنیا سے مختلف نہیں ہیں۔ بلکہ اب حالات کچھ اس طرح کروٹ بدل چکے ہیں کہ مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ وہ

کیا کریں؟ اور کوئی رہنمائی کرنے والا بھی سامنے نہیں ہے۔ جو رہنما ہوتے وہ خود ہی بھٹکے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ جب ناتجربہ کار انجینئرز کسی پل یا عمارت کی تعمیر کریں گے تو اس کا گرنا لازم ہوگا۔۔۔ جب نیم حکیموں سے علاج معالجہ کروایا جائے تو جان کا خطرہ درپیش رہے گا۔۔۔ جب نیم ملاؤں سے اسلامی تعلیمات حاصل کی جائینگی تو ایمان کا ڈگمگانا یقینی ہو جائے گا۔ اور ویسے بھی کسی کشتی کے مسافر اگر اس میں خود ہی سوراخ بنا رہے ہوں تو منجھا ہوا ملاح بھی کشتی کو کنارے نہیں لگا سکتا۔

اسلامی تعلیمات، ضروریاتِ دین کا علم اور پھر اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت کے ساتھ ساتھ، زندگی میں اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم دونوں جہانوں کی کامیابی و کامرانی حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر ضروریاتِ دین کا علم اور عشق و محبت رسول ﷺ کی ٹریننگ کہاں سے حاصل کی جائے؟ تو اسکا جواب انشاءاللہ زیرِ نظر کتاب دے گی۔

گلوبل اسلامک مشن، انک ﴿نیویارک، یو ایس اے﴾ نے اس کتاب کی اشاعت کا اسی لئے بندوبست کیا ہے کہ یہ بیک وقت عامۃ المسلمین اور معلمین و مبلغین کیلئے رہنما ہے۔ اس کتاب میں قرآن وسنت کی روشنی میں عام مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کس طرح اور کن لوگوں سے علم دین حاصل کریں۔ اور ساتھ ہی ساتھ آج کل کے نام نہاد اور خود ساختہ مبلغینِ اسلام کا ضمیر بھی جھنجوڑ رہی ہے۔ امید ہے اس کتاب سے ہر خاص و عام مستفید ہوگا۔

اس ادارے کا مقصد اعلیٰ بھی یہی ہے کہ علماءِ حق کے لٹریچرس کو عام کریں تا کہ عامۃ المسلمین، دین متین کا علم حاصل کر کے دارین کی کامیابیوں سے ہمکنار رہوں۔ اس سے پیشتر ہم محدثِ اعظم ہند رضی اللہ عنہ کا اردو ترجمۂ قرآن بنام 'معارف القرآن' اور آپ ہی کی تفسیر قرآن، بنام 'تفسیر اشرفی' بھی شائع کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ حدیث نیّت، حدیث محبت، حدیث جبرائیل کی شروحات، دین کامل، نظریۂ ختم نبوت اور تحذیر الناس،

الاربعین الاشرفی (چالیس احادیث کی شرح)، فتح مبین، درودِ تاج (قرآن وحدیث کی روشنی میں)، تعظیم کتاب اللہ اور انگلش کی چھوٹی چھوٹی ضروری کتابیں بھی اس ادارے کی طرف سے شائع ہوکر منظر عام پر آ چکی ہیں۔

زیر نظر کتاب اس سے پہلے ۱۹۶۶ء میں دار التصنیف والتالیف، مبارک پور، اعظم گڑھ، انڈیا سے اور ہمارے ہی ادارے سے شائع ہوچکی ہے اور اب اسکا دوسرا ایڈیشن حاضر ہے۔ ہم حضور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی، الجیلانی کے بے حد شکر گذار ہیں کہ جنھوں نے ہمیں اپنی تصانیف کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی اور قدم بہ قدم ہماری معاونت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ قبلہ کا سایہ تادیر امتِ مسلمہ پر قائم ودائم رکھے۔ ﴿امین﴾

ہم، 'پیش لفظ' قلمبند کرنے کیلئے علامہ حافظ محمد فخر الدین صاحب اور کتابِ ھٰذا کی کمپیوٹرائزڈ کتابت اور تزئین وتحسین کیلئے منصور احمد اشرفی کے شکر گذار ہیں۔ اپنے بزرگوں اور قارئین کرام سے دعاؤں کے طالب ہیں کہ پروردگارِ عالم ہمیں مذہب اسلام اور مسلک حقہ کی ترویج واشاعت کرنے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور بوسیلہء رسولِ کریم ﷺ ہماری تمام کوششوں کو قبول فرمائے۔

دعا گو ودعا جو

ابو المنصور
محمد مسعود احمد
سہروردی، اشرفی

چیئرمین
گلوبل اسلامک مشن، انک
نیویارک، یو ایس اے

۲۱ شوال ۱۴۲۸ھ۔۔۔ بمطابق۔۔۔ ۲ نومبر ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علیہ وسلم
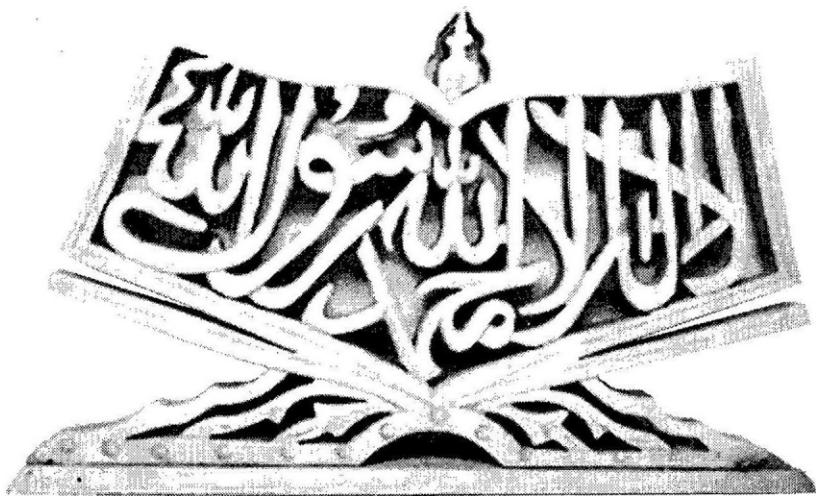
'پیش لفظ'

کتاب 'فریضہ دعوت وتبلیغ' کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اسکا جواب مجھ سے نہیں، بلکہ مندرجہ ذیل عقائد اور پالیسی رکھنے والے خودساختہ مبلغین کی گفتگو اور انکے پندارِ علم کو سامنے رکھتے ہوئے کتابِ مذکور کو پڑھکر خود ہی لے لیجئے۔

﴿۱﴾۔۔۔قرآنِ حکیم نجات کیلئے نہیں بلکہ ہدایت کیلئے کافی ہے۔ (تفہیمات: صفحہ ۳۲۱)

﴿۲﴾۔۔۔میرے نزدیک صاحبِ علم آدمی کیلئے تقلید ناجائز اور گناہ، بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے۔ (رسائل ومسائل: صفحہ ۲۲۴)

﴿۳﴾۔۔۔وہابیت سے بچنے کا اہتمام نہ کیجئے لوگوں نے درحقیقت مسلمان کیلئے یہ دوسرا نام تجویز کیا ہے۔ (ترجمان القرآن صفحہ ۲۱)

﴿۴﴾۔۔۔ہمارے لٹریچر اور کام کو دیکھنے کے بعد جو شخص اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ یہ ابن عبدالوہاب نجدی کی تحریک ہے، یا آگے چل کر وہی کچھ بن جائے گی تو وہ اپنی رائے کا مختار ہے، ہم کسی شخص کو رائے رکھنے کے اختیار سے محروم نہیں رکھ سکتے۔
(ترجمان القرآن: جون ۱۹۷۶ء، صفحہ ۵۷)

﴿۵﴾۔۔۔پیغمبروں کو عمل کی وجہ سے فضیلت نہیں، عمل میں تو بعض امتی پیغمبر سے بڑھ جاتے ہیں۔ (مدینہ بجنور: یکم جولائی، ۱۹۵۸ء)

﴿۶﴾۔۔۔لفظ 'رحمۃ للعالمین' صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ: ج ۲، ص ۹)

﴿۷﴾۔۔۔سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بہ قسم کہتا ہوں میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجاعت موقوف ہے میرے اتباع پر۔
(تذکرۃ الرشید: جلد ۲، صفحہ ۱۷)

﴿۸﴾۔۔۔میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔(حکایات اولیاء: صفحہ ۷۴)۔ (قارئین، اس بات کا خیال رہے کہ یہ لڑائی بھڑائی گذشتہ ۱۵۰ سال سے امّت میں چل رہی ہے اور ختم ہونے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی)۔

﴿۹﴾۔۔۔یہ دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے کہ بخاری میں جتنی احادیث درج ہیں ان کے مضامین کو بھی جوں کا توں بلا تنقید قبول کر لینا چاہیے۔اس سلسلہ میں یہ بات بھی جان لینے کی ہے کہ کسی روایت کے سنداً صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکا نفس مضمون بھی ہر لحاظ سے صحیح اور جوں کا توں قابل قبول ہو۔(رسائل ومسائل: صفحہ ۴۲)

﴿۱۰﴾۔۔۔اسلام میں ایک نشاۃ جدیدہ کی ضرورت ہے۔ پرانے اسلامی مفکرین و محققین کا سرمایا اب کام نہیں دے سکتا (تنقیحات: صفحہ ۱۵)

﴿۱۱﴾۔۔۔ایک گلہ بانی اور سوداگری کرنے والے ان پڑھ بادیہ نشین کے اندر یکا یک اتنا علم، اتنی روشنی، اتنی طاقت، اتنے کمالات، اتنی زبردست تربیت یافتہ قوتیں پیدا ہو جانے کا کون سا ذریعہ تھا۔ (تفہیمات: ۲۱۰)

﴿۱۲﴾۔۔۔نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایک بڑا گناہ ہو گیا تھا کہ انھوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا تھا۔ (رسائل ومسائل ۳۱)

﴿۱۳﴾۔۔۔اس اسرائیلی چرواہے کو بھی دیکھئے جس سے وادی مقدس طویٰ میں بلا کر باتیں کی گئیں۔ (مودودی حقائق ۱۴ بحوالہ تفہیمات ۲۴۹)

﴿۱۴﴾۔۔۔نبی ﷺ کو عرب میں جو زبردست کامیابی ہوئی اسکی وجہ یہی تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی موادمل گیا تھا جسکے اندر کیریکٹر کی زبردست طاقت موجود تھی اگر خدانخواستہ آپ کو بودے، کم ہمت، ضعیف الارادہ اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے؟ (اخلاقی بنیادیں ۲۱)

﴿۱۵﴾۔۔۔ان سے کہو اللہ اپنی چال میں تم سے زیادہ بہتر ہے (تفہیم القرآن پارہ ۱۱ رکوع ۸)

﴿۱۶﴾۔۔۔جو رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے ہٹا کر اپنی اتباع کی طرف لگائیں۔

﴿۱۷﴾۔۔۔جو راہ تو دکھائیں دین کی مگر ان کی منزل حکومت و امارت ہو۔

﴿۱۸﴾۔۔۔جو ظاہر میں داعئ حق ہوں مگر اصل میں قرآن کی آیتیں سستے داموں بیچ رہے ہوں۔

﴿۱۹﴾۔۔۔جو اپنے ذریعہ روزگار کیلئے مسجدیں بنائیں، چاہے وہ 'مسجد ضرار' کی مثال ہی کیوں نہ بن جائیں۔

﴿۲۰﴾۔۔۔جن کے قول و فعل میں تضاد پایا جائے۔

ایسے اشخاص یا ان کے ایجنٹ و متبعین جنکی سوچ اتنی گری ہوئی ہو، قرآن و حدیث کے علوم وفنون سے وہ کوسوں دور ہوں، انبیاء و مرسلین کا صریحاً مذاق اڑا رہے ہوں، اپنی باطل تبلیغ کے ذریعہ لوگوں کے ایمان و عقائد سے کھیل رہے ہوں، اور اپنے باطل عقیدہ و نظریہ کی تشہیر کیلئے قریہ قریہ بستی بستی مارے مارے پھر رہے ہوں۔ایسے حضرات جب منبر و مسند پر بیٹھیں گے، اور از خود فریضہ دعوت و تبلیغ انجام دیں گے تو قوم کو سوائے ذہنی آزار اور گمراہی کے اور کچھ نہ دے سکیں گے۔ جہالت کی اس گرم بازاری میں اسلام کی نشاۃ جدیدہ کی مانگ، وہ لوگ کر رہے ہیں، جنھیں تعلیماتِ اسلام، علمی موشگافیوں یا فقہاء و محدثین کی ژرف نگاہی و بالغ نظری کو سمجھنا تو دور کی بات ہے، معمولی عربی اور اردو سمجھنے کی بھی صلاحیت نہیں ہے۔

مجھے یہ عرض کرنے میں کوئی باک نہیں کہ قوم کو علمی اور فکری میٹر دینے کے بجائے نیم خواندہ مولوی حضرات نے رٹی رٹائی تقریروں کے ذریعہ قوم کو نعروں کی گھن گرج عطا فرمائی، جعلی پیروں نے جھاڑ پھونک، اور تعویذ گنڈوں سے اپنی شکم پروری و تن آسانی کا بندوبست کیا، ماڈرن سجادگان نے اسلاف کے طریقہ کار کو چھوڑ کر بُت

شکنی کی جگہ بُت فروشی کو اپنالیا۔ اور اپنی خانقاہوں کی اصلاح و تربیت کو قصہ ء پارینہ بنا ڈالا۔ وہ علماء جو صحیح معنوں میں وارث النبی ﷺ ہیں خال خال پائے جاتے ہیں۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِی ﷺ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْماً لِغَيْرِ اللّٰهِ اَوْاَرَادَ بِهٖ غَيْرَ اللّٰهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

'یعنی جس نے غیر اللہ کیلئے کوئی علم حاصل کیا (یا فرمایا) جس نے کوئی علم اسلئے حاصل کیا کہ اس سے اس کا ارادہ خدا کے علاوہ کوئی اور ہے، تو اسے اپنا ٹھکانہ جہنم بنالینا چاہئے' ﴿ترمذی﴾

۔۔۔۔اور فرمانِ رسول ﷺ ہے:

اَشَدَّ النَّاسُ عَذَابًا عَالِمٌ لَمْ يَنْفَعَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ بِعِلْمِهٖ

'یعنی سب سے سخت عذاب اس عالم کو ہوگا جسکے علم سے اللہ نے اسکو نفع نہ دیا ہو'

قوم پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں کو دیکھ کر سمجھنے کی کوشش کریں، کہ کہیں یہ لوگ غارت گر ایمان و عمل تو نہیں؟ خدا کا شکر ہے کہ گلِ گلزارِ قادریت، شمع شبستانِ چشتیت، نازشِ اشرفیت، واقفِ رموزِ حقیقت و معرفت، شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی، جیلانی مدظلہ نے اپنے قلم فیض رقم سے باطل اور باطل پرست چہروں کو بے نقاب کرتے ہوئے وہ کسوٹی عطا فرمائی ہے کہ جس سے حق و باطل میں امتیاز کرسکیں۔۔۔لیکن۔۔۔۔ یہ تحریر متن کی حیثیت رکھتی ہے، کاش! جماعت علمائے حق میں سے کوئی صاحبِ دل، اسی نہج پر، باطل کے دیگر حقائق کو طشت از بام کردیں۔

زمانہ اہلِ خرد سے تو ہوچکا مایوس
خدا کرے کوئی دیوانہ کام کرجائے

فقیر ابوالفضل

محمد فخر الدین علوی

۹ ذوالحجۃ ۱۴۲۳ھ۔۔۔بمطابق۔۔۔فروری ۱۱، ۲۰۰۳ء

حَامِدًاوَ مُصَلِّيًا و مُسلِمًا

جماعت اسلامی کے ایک فرد کی جانب سے میرے پاس ۳ سوالات آئے۔ سوالات کو گہری نظر سے دیکھنے کے بعد سائل 'دیوانہ بکار خویش، ہشیار' کا مصداق نظر آیا۔ سوالات کے تیور بتا رہے ہیں کہ سائل اپنے سوالات کا جواب نہیں چاہتا اور نہ وہ کسی جواب کو تسلیم کرنے کا اپنے اندر کوئی جذبہ رکھتا ہے۔ یعنی وہ ایک خالی الذہن سائلِ محض نہیں ہے، بلکہ وہ اپنے طور پر عقیدہ وعمل کی ایک فیصلہ کن منزل تک پہونچ چکا ہے۔ اسی لئے اس نے پوری فنّی چابکدستی کے ساتھ سوالات کے پردے میں جماعت اسلامی کی تحریک کی، دبے لفظوں میں تائید کی ہے اور اس کو 'مزاج شناسِ دینِ اسلام' بتایا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اشاروں اور کنایوں میں، اس جماعت کے علاوہ دوسری باطل جماعتوں ہی کا نہیں بلکہ 'سوادِ اعظم' کا بھی مذاق اور تمسخر اڑایا ہے۔ حتیٰ کہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم پر جماعت اسلامی کے مذاق کے مطابقِ طنز وتعریض کیا ہے کہ یہ مقتدر ہستیاں، یا تو روحِ اسلامی سے خالی تھیں یا مزاج شناسِ اسلام نہیں تھیں۔ یا اتنی صلاحیت واستعداد ہی نہ رکھتی تھیں جس سے وہ اسلام پر صحیح طور سے عمل کر سکیں یا کرا سکیں۔ یعنی اسلام کو اسکے اصلی رنگ وروپ میں جاری ونافذ کرنے کی انکے اندر کوئی قوت نہ تھی۔ لہٰذا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کو ان لوگوں نے اپنے دل و دماغ اور عقیدہ وعمل سے نکال باہر کر دیا۔ اور ایک نئے اسلام کو ماننے والے بن کر رہ گئے۔ کیونکہ انکے نزدیک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا اسلام ناقابل عمل ہو چکا تھا۔۔۔ الحاصل ۔۔۔ انھوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کو چھوڑ کر، ایک ایسے اسلام کو اپنا لیا، جس کو اپنانے سے بہتر یہ تھا کے لادینی راہ کو اپنا لیتے۔

یہ ہے خلاصہ ان خیالات کا جو سائل اپنے سوالات کے پردے میں پیش کرنا چاہتا ہے۔ میں نے تینوں سوالوں کا مختصراً جواب دیا۔ جس کا خلاصہ صرف اتنا تھا کہ سائل کا یہ خیال کہ رسول ﷺ کا لایا ہوا اسلام، دورِ خلافتِ راشدہ کے بعد فنا ہو گیا، باطل ہے۔ دورِ خلافتِ راشدہ کے بعد صحابہ ٔ کرام، تابعین اور تبع تابعین کرام رضی اللہ عنہم کا مقدس وجود، سائل کے اس خیال کا بُطلان کر رہا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ قرآنِ کریم کی دو آیتیں اور ایک حدیث شریف بھی تحریر کر دی تھی۔ جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام اور وہ ہی رسول ﷺ کا لایا ہوا اسلام دورِ خلافت میں بھی تھا، اور اس کی بعد بھی رہا۔ آج بھی ہے اور آج کے بعد بھی رہے گا۔ اب اگر کوئی یہ خیال کرے کہ یہ دعویٰ غلط ہے، کہ رسول ﷺ کا لایا ہوا اسلام آج بھی موجود ہے اور دورِ خلافت کے بعد بھی موجود تھا، تو اس خیال کرنے والے کے اعتراض کا روئے سخن کسی جماعت کی طرف نہیں، بلکہ براہِ راست قرآن وحدیث اور ان کے واسطے سے خدا اور رسول کی طرف ہوگا۔ یہ تھا میرے جواب کا مرکزی خیال جس کو میں نے مختلف لب ولہجہ میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ جواب کی تمہید کا بعض پیراگراف 'علےٰ سبیل الترقّی' اور 'بعض علیٰ سبیل التنزّل'، گویا جملہ اصولِ افہام وتفہیم کو مدنظر رکھتے ہوئے گفتگو کی گئی تھی۔ زبانِ تحریر بھی بہت آسان اور سلیس تھی، لیکن جب سائل کے پاس جواب پہونچا تو ایک روایت کے مطابق، اس نے پورے جواب کو یہ کہ کر نظر انداز کر دیا، کہ زبان بڑی سخت ہے۔ اردو آسان نہیں استعمال کی گئی ہے، جسکی وجہ سے جواب سمجھ میں نہیں آیا۔ یہ اطلاع جب مجھے ملی تو میں سراپا حیرت بن گیا کہ ایک طرف تو سائل یہ دریافت کرنا چاہتا ہے کہ 'ہم لوگوں کو کس اسلام کی دعوت دیں'، دوسری طرف اسکا مبلغ علم یہ ہے کہ معمولی سی اردو سمجھنے سے قاصر ہے۔ غور فرمایئے جو اتنی بھی صلاحیت نہ رکھتا ہو کہ اردو کی ایک تحریر سمجھ سکے وہ قرآنِ کریم اور حدیث شریف کو کیا سمجھ سکے گا

اور پھر کیا سمجھا سکے گا؟

یہ وہی دورِ فتنہ ہے جسکی نشان دہی مخبرِ صادق علیہ التحتیہ والتسلیم نے فرمادی تھی کہ بے علم لوگ مسند ارشاد و ہدایت اور سریرِ دعوت و افتاء پر نظر آئیں گے۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ خود بھی گمراہ رہیں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے۔ اگر میں سوالوں کے جواب میں صرف اتنا کہہ دیتا کہ 'مہربان آپ نے اسلام کی جو تقسیم کر کے قدیم اسلام اور جدید اسلام کو ایک دوسرے سے الگ کیا ہے، یہ وہ بدعتِ سیّء ہے، نصوصِ قطعیہ جسکی تائید نہیں کرتے، بلکہ غیر مبہم الفاظ میں تردید کرتے ہیں۔ اس سے پتہ چل گیا کہ آپ نے ابھی اسلام کو سمجھا ہی نہیں، لہٰذا اسلام کی دعوت دینے کے آپ مکلّف نہیں۔ اپنی بساط سے زیادہ پرواز کرنے کی کوشش نہ کیجئے۔ بس آپ کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ فرائض و واجبات اور موکداتِ شرعیہ کا علم حاصل کر لیجئے اور ان پر عمل کرتے رہیئے۔ رہ گیا دعوت و تبلیغ کے اہم منصب کو سنبھالنا، تو اس کو اربابِ علم و فقہ کیلئے چھوڑ دیجئے' تو میرا یہ کہنا کافی ہو جاتا۔ لیکن پھر بھی میں نے جواب پوری متانت و سنجیدگی کے ساتھ دیا۔ اور اب جب کہ یہ معلوم ہو گیا ہے کہ منصبِ دعوت و تبلیغ پر پہونچنے کا خواب دیکھنے والا ہمارا سائل، اردو بھی سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، تو اب مجھے یہ کہنے میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ اردو کے چند غیر مقلدانہ ذہنیت اور 'اعتزال پسند' نظریئے سے بھرپور لٹریچرس کا پڑھنا اور ہے اور قرآن و حدیث کا سمجھنا اور۔۔۔ دعوت و تبلیغ کا نام بار بار آچکا ہے، لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ اللہ کی طرف سے جو فریضہ ء دعوت و تبلیغ، امت مسلمہ پر عائد کیا گیا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ اس فرض کی کیا نوعیت ہے؟ کیا امت کے سارے افراد اس کے مکلّف ہیں یا بعض؟ اس وضاحت کے بعد سائل، اچھی طرح سمجھنا چاہے تو سمجھ لے گا کہ اسکی اپنی منزل کیا ہے۔

---ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴿آل عمران: ۱۱۰﴾

تم ان ساری امتوں میں بہتر ہو جو لوگوں کیلئے ظاہر ہوئیں۔
کہ بھلائی کا تو تم حکم دو اور برائی سے روکو ﴿معارف القرآن﴾

---حدیث شریف میں اس آیت کی یہ تفسیر کی گئی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ خَيْرَ النَّاسَ لِلنَّاسِ يَاتُوْنَ بِهِمْ فِی السَّلَاسِلِ فِی اَعْنَاقِهِمْ حَتّٰى يَدْ خُلُوْا فِی الْاِسْلَامِ ﴿بخاری شریف جلد دوم﴾

حضرت ابو ہریرہ سے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے بارے میں روایت ہے کہ بہترین لوگ، لوگوں کیلئے لاتے ہیں انکی گردنیں، زنجیروں میں (باندھ کر) تاکہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔اس حدیث کے متعلق حاشیہء بخاری میں، 'عینی شرح بخاری' کے حوالے سے ہے:

خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَاتُوْنَ بِهِمْ فِی السَّلَا سِلِ ---الخ
اَیْ يَنْفَعُوْنَ لِلنَّاسِ حَيْثُ يَخْرُ جُوْنَ الْكُفَّارَ مِنَ الْكُفْرِ وَيَجْعَلُوْ نَهُمْ مُؤْ مِنِيْنَ بِا للّٰهِ الْعَظِيْمَ وَ بِرَ سُوْلِهٖ ﷺ رو ی عبد ابن حمید عَنْ اِبْنِ عَبَّاسْ هُمُ الَّذِیْ هَاجَرُوْا مَعَ الرَّسُوْلِ ﷺ خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَا تُوْنَ بِهِمْ فِی السَّلَاسِلِ

کا مطلب یہ ہے کہ نفع پہنچاتے ہیں لوگوں کو اس طور پر کہ، کفار کو کفر سے

نکال کر خدائے عظیم اور رسولِ کریم ﷺ پر ایمان لانے والا بنا دیتے ہیں۔ عبد ابن حمید نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ، یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی ہے۔۔۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ ءکو حدیث شریف کی تفسیر مذکور نیز اس تفسیر کے حاشیہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو چند نتیجے نکلتے ہیں۔

اوّلاً۔۔۔ آیت مذکورہ میں خیرِ امّت ان مجاہدین کو فرمایا گیا ہے جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت فرمائی ہے۔

ثانیاً۔۔۔ 'امر بالمعروف' میں 'معروف' سے مراد ایمان ہے۔ اور 'نہی عن المنکر' میں 'منکر' سے مراد کفر ہے۔

ثالثاً۔۔۔ 'اَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ' اور 'نَهِیُ عَنِ الْمُنْكَرِ' میں 'امرونہی' سے مراد جہاد ہے۔ اس لئے کہ جہاد اگر ایک طرف 'امر بالا یمان' ہے تو دوسری طرف 'نہی عن الکفر' بھی ہے۔

رابعاً۔۔۔ خیرِ امّت تمام امّتِ مسلمہ کو نہیں کہا گیا ہے بلکہ اس سے مراد صرف مجاہدین ہیں۔۔۔ الحاصل۔۔۔ اس آیت کریمہ کے کسی گوشے سے یہ پتہ نہیں چلتا کے 'امر بالمعروف یا نہی عن المنکر' کا مکلّف، امت اسلامیہ کا ہر ہر فرد ہے۔

۔۔۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴿ال عمران: ۱۰۴﴾

اور تمہاری ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بلائیں
بھلائی کی طرف اور روکیں برائی سے ﴿معارف القرآن﴾

تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کریمہ کی تشریح میں اس بات کی وضاحت کرتے

ہوئے کہ 'امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ' کا مکلّف ہر کس و نا کس نہیں۔
---فرماتے ہیں:

لانہ لا یصلح لہ کل احدٍاذ للمتصدی شروط
لایشترک فیھا جمیع الامۃ کالعلم بالاحکام ومراتب
الاحتساب و کیفیۃ اقامتھاوالتمکن من القیام

---اسلئے کہ ہر ایک کو اسکی صلاحیت نہیں۔ اسلئے کہ ایسا قصد کرنے والے کیلئے، چند شرطیں ہیں، جن میں ساری امت شریک نہیں---مثلاً: احکام، احتساب، کیفیت، اقامت، امر و نہی کا جاننا، اور 'تمکن من القیام' ، کا علم---اسکے فوراً ہی بعد فیصلہ کردیا کہ بھا خاطب الجمیع و طلبِ فعل بعضھم یعنی---الحاصل---
اس آیت میں خطاب تمامی امت سے کیا ہے۔ لیکن صرف بعض افرادِ امت کا فعل مطلوب ہے۔
---'جلالین شریف' میں اُسی آیت کے تحت ہے:

وَمِنْ لِلتَبْعِيضِ لِاَنَّ مَاذَكَرفَرْضٌ كَفَايَةٌ لَايَلْزِمُ
كُلاًّ اُمَّةٍ وَلَا يَلِيْقُ بِكُلِّ وَاحِدٍ كَا لْجَا هِلِ

---یعنی---آیت مذکورہ میں 'مِن' ، 'تبعیض کیلئے ہے۔ اسلئے کہ حکم مذکور 'فرضِ کفایہ' ہے، تمام امت پر لازم نہیں، اور نہ ہر شخص کے لائق ہے---مثلاً: جاہل---
---'تفسیر جامع البیان' میں ہے:

لِاَنَّ اَمْرَالْمَعْرُوْفِ مِنْ فَرْضِ الْكِفَا يَا تِ وَ لِلْمُتَصَدِّيْ
لَهٗ شَرُوْطٌ قَالَ الْضَحَاكُ هُمُ الصَّحَا بَةُ وَالْمُجَا هِدُوْنَ
وَالْعُلَمَاءُ وَالْخَطَابَ لِلْجَمِيْعِ

۔۔۔اسلئے کہ 'امر بالمعروف' فرضِ کفایہ سے ہے اور ایسا کرنے والے کیلئے چند شرطیں ہیں۔ 'ضحاک' نے کہا ہے کہ وہ صحابہ و مجاہدین اور علماء ہیں، اور خطاب ساری امت سے ہے۔

اس دوسری آیہء کریمہ کو اس کی مذکورہ بالا تفاسیر کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

اوّلاً۔۔۔ساری امت مسلمہ کو نہیں، بلکہ امت اسلامیہ میں سے صرف ایک جماعت کو دعوتِ خیر، 'امر بالمعروف' اور 'نہی عن المنکر' کی ہدایت دی جارہی ہے۔

ثانیاً۔۔۔یہ امورِ مذکورہ یعنی دعوتِ امر و نہی ساری امت اسلامیہ پر فرض ہے۔ لیکن یہ فرض، فرضِ کفایہ ہے۔ اگر ایک جماعت نے ادا کر دیا تو ساری امت سبکدوش ہو جائے گی، ورنہ سب ماخوذ ہوں گے۔

ثالثاً۔۔۔دعوتِ امر و نہی کی صلاحیت و استعداد ہر کس و ناکس میں نہیں ہوتی۔ للہذا کسی ایسے کو دعوت و تبلیغ کے کام پر مامور کرنا جو اپنے اندر اس کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، 'تکلیفِ مالایطاق' ہے اور لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا یعنی اللہ کسی نفس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

رابعاً۔۔۔صرف یہ ہی نہیں کہ جاہل پر تبلیغ و ہدایت لازم نہیں بلکہ وہ اسکے لائق و سزاوار بھی نہیں۔

خامساً۔۔۔داعی کیلئے کچھ شرطیں ہیں جو ساری امت میں مشترک نہیں۔ ہر داعی کیلئے ضروری ہے کہ ان جملہ شرائط کا حامل ہو۔ 'تفسیر بیضاوی' نے ان شرطوں کی تصریح کی ہے۔

سادساً۔۔۔آیتِ مقدسہ میں خطاب عام ہے لیکن مراد خاص ہے۔

سابعاً۔۔۔دعوتِ امر و نہی کیلئے جس مقدس جماعت کا انتخاب کیا گیا ہے وہ

صحابہ، مجاہدین، اور علماء کی جماعت ہے۔ لہٰذا ہر کس و ناکس کو یہ امور سپرد کرنا یا کسی جاہل کو داعی، و آمر، و ناہی بننا قرآن و سنت کی اتباع کے بجائے اِحداث و بدعت و ضلالت ہے۔

۔۔۔ارشادِ خداوندی ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ﴿النحل: ۱۲۵﴾

بلاؤ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف مضبوط تدبیر اور نصیحت کے ساتھ اور بحث کرو ان سے سب سے بہتر انداز سے ﴿معارف القرآن﴾

۔۔۔اس آیت کی تفسیر میں قاضی بیضاوی فرماتے ہیں:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ اِلَى الْاِسْلَامِ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَقَالَةِ الْمُحْكَمَةِ وَهُوَ الدَّلِيْلُ الْمُوْضِحُ لِلْحَقِّ وَالْمُزِيْلُ لِلشُّبْهَةِ اَلْمَوْعِظَةَ الْحَسَنَةَ الْخَطَابَاتُ الْمُقْنِعَةِ وَالْعَبَرُ النَّافِعَةِ الْاُوْلٰى لِدَعْوَتِهٖ خَوَاصُ الْاُمَّةِ الطَّالِبِيْنَ لِلْحَقَائِقِ وَالثَّانِيَةُ لِدَعْوَةِ عَوَامِهِمْ

بلاؤ اپنے رب کے راستہ، یعنی اسلام کی طرف، حکمت یعنی مقالاتِ محکمہ سے۔ اور وہ ایسی دلیل ہے جو حق کو واضح اور 'شبہ' کو زائل کرنے والی ہے۔ موعظہء حسنہ 'خطابات مقنعہ' اور نفع بخش عبرتوں کا نام ہے۔ پہلی قید خواصِ امت کی دعوت کیلئے ہے، جو حقائق کے طلبگار ہیں اور دوسری قید عام امت کیلئے ہے۔

قرآنِ کریم کی اس آیہء مبارکہ اور اس کی تفسیر سے چند امور روشن ہوئے۔

اوّلاً۔۔۔سبیل رب سے مراد اسلام ہے۔حکمت سے مراد مقالہ محکمہ ہے۔ موعظہ ءحسنہ سے مراد خطابات مقنعہ اور نافعہ عبرتیں ہیں۔

ثانیاً۔۔۔مقالہ محکمہ کے ساتھ دعوت، خواصِ امت کو دی جائے گی، جو حقائق کے چاہنے والے ہیں۔اور خطابات مقنعہ نیز نفع بخش عبرتوں سے عام لوگوں کو دعوت دی جائے گی۔

ثالثاً۔۔۔داعی کیلئے 'سبیلِ رب' حکمت، موعظہ ءحسنہ اور 'مجادلہ بطریقِ احسن، کی پوری معرفت ہونی چاہئے۔اور ان پر عبور حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ اسی کیلئے ان کے محل استعمال کی معرفت، نیز خواص وعوام کے مابہ الامتیاز کو اچھی طرح سمجھ لینا بھی ضروری ہے۔۔۔الحاصل۔۔۔دعوت وتبلیغ اور ہدایت واصلاح کی صاف لفظوں میں دعوت دینے والی اس آیتِ مقدسہ کے کسی گوشہ سے کسی جاہل کو مبلغ و مصلح اور داعی وہادی بننے کی اجازت نہیں ملتی ہے۔

۔۔۔ارشاد نبوی ہے:

عَنُ اِبُنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوُلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بَلِّغُوُ اعَنِّیُ وَلَوُ ایَۃَ وَحَدِّ ثُوُاعَنِ بَنِیُ اِسُرَائِیُلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنُ کَذَّبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّداً فَلُیَتَبَوَّأ مَقُعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ﴿رواہ البخاری﴾

حضرت ابن عمر سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول ﷺ نے پہنچا دو میری طرف سے اگر چہ ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل کی روایتیں (عبرت کیلئے) ذکر کرو اس میں کوئی حرج نہیں اور (یاد رکھو) جو دانستہ طور پر مجھ پر جھوٹ باندھے گا یعنی جھوٹی روایتوں کی نسبت میری طرف کرے گا چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

۔۔۔اسی حدیث شریف کی شرح میں ہے:

قِيلَ 'بَلِّغُوْا عَنِّىْ' يَحْتَمِلُ وَجُهِيْنِ اَحَدُهُمَا اِتِّصَالُ السَّنَدِ بِنَقْلِ الثِّقَتِه عَنْ مِثْلِه اِلٰى مُنْتَهَاهُ لِاَنَّ التَّبْلِيْغَ مِنَ الْبُلُوْغِ وَهُوَ اِنْتِهَاءُ الشَّىْءِ اِلٰى غَايَتِه وَالثَّانِىْ اَدَاءَ اللَّفْظِ كَمَا سَمِعَ مِنْ غَيْرِ تَغَيُّرٍ وَالْمَطْلُوْبُ فِى الْحَدِيْثِ كُلَّا الْوَجْهِيْنَ لِوُقُوْعِ 'بَلِّغُوْا' مُقَابِلًا لِقَوْلِه حَدِّثُوْا عَنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ 'مَثَلًا' ﴿مرقاۃ شرح مشکوٰۃ﴾

کہا گیا ہے کہ 'بلغوا عنی' دووجہوں کا احتمال رکھتا ہے 'اوّل' متصل کرنا ہے سند کا نقل ثقہ کے ساتھ اسکے مثل سے منتہا تک اسلئے کہ تبلیغ بلوغ سے ماخوذ ہے اور وہ پہنچانا ہے چیز کو اس کے منتہی تک۔ 'دوم' ادا کرنا ہے لفظ جیسا کہ سنا بغیر تغیر و تبدل کے۔ اور حدیث میں دونوں صورتیں مطلوب ہیں بوجہ واقع ہونے 'بلغوا' کے۔ آپ کے قول حدثوا عن بنی اسرائیل کے مقابل۔

۔۔۔اس حدیث شریف کو اگر اسکی شرح کی روشنی میں دیکھا جائے تو چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

اوّلاً۔۔۔ 'بَلِّغُوْا عَنِّیْ' سے جس تبلیغ کی ہدایت کی جارہی ہے اُس کی دو صورتیں ہیں جس کی تشریح اوپر ہو چکی ہے۔

ثانیاً۔۔۔ مبلغ حدیث کیلئے ضروری ہے کہ سند، اتصالِ سند اور ضعیف و ثقہ راویوں کا پورا علم رکھے، گویا فنِ اسماء رجال پر اسکی گہری نظر ہو۔

ثالثاً۔۔۔ مبلغ حدیث کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ حدیث رسول ﷺ کو جس طرح زبانِ رسالتمآب ﷺ سے سنی ہے اسی طرح اُن کو دوسروں تک پہنچادے۔ ایسا نہ ہو کہ الفاظِ رسول ﷺ میں اس کی طرف سے کوئی کمی وبیشی، عمداً یا سہواً ہو جائے۔۔۔

لہٰذا۔۔۔مبلغ حدیث اگر ایک طرف زبان و بیان کی صفائی رکھتا ہو یعنی الفاظ کے مخارج سے صحیح طور پر واقف ہو تو دوسری طرف حافظہ و یادداشت میں بھی کامل ہو۔

رابعاً۔۔۔مبلغ حدیث سے اگر حدیث شریف کے لفظ و معنی میں اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی، بھول چوک میں ہوگئی ہو تو معاف ہے، لیکن اگر اس نے جان بوجھ کر یہ جسارت کی ہے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

خامساً۔۔۔اگر کسی دوسری قوم کی روایتوں کا ذکر لوگوں کو عبرت کیلئے کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔۔۔الحاصل۔۔۔اس حدیث شریف میں بھی دعوت و تبلیغ کا حق جُہلا کو نہیں دیا گیا ہے۔ بلکہ یہ کام اربابِ علم و فقہ کے سپرد کیا گیا ہے۔علماء و اولیاء کے علاوہ وعظ و نصیحت کا کام حاکم یا مامور من السلطنت کرتا ہے۔جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث اور اُس کی شرح سے ظاہر ہوتا ہے۔

۔۔۔ارشاد ہوتا ہے:

عَنْ اِبْنِ عَوْفٍ اِبْنِ مَالِكْ اَلْاَ شْجَعِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم
لَا یَقُصُّ لَا اَمِیْرُ اَوْمَاْمُوْرُ اَوْ مُخْتَالٌ ﴿ابوداؤ مشکوٰۃ﴾

ابن عوف ابن مالک اشجعی سے روایت ہے۔انھوں نے کہا کہ
فرمایا رسول ﷺ نے وعظ نہیں کہے گا مگر امیر یا مامور یا متکبر۔

۔۔۔مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

ثُمَّ الْقُصُّ التَکَلُّمُ بِالْقَصَصِ وَالْاَخْبَارِ وَقِیْلَ الْمُرَادُ بِھَاالْخُطْبَۃُ خَاصَۃً وَالْمَعْنِیْ لَایَصْدِرَ ھٰذَا الْفِعْلُ اَلَّامِنْ ھٰؤُلَاءِ الثَلَا ثَۃِ وَالْاَ مِیْرُاَیْ حَاکِمُ اَوْمَاْمُوْرُاَیْ مَاذُوْنَ لَہٗ بِـذٰلِكَ مِنَ الْحَاکِمِ اَوْمَاْمُوْرُمِنْ عِنْدِاللّٰہِ کَبَعْضِ الْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ اَوْمُخْتَالُ اَیْ مُفْتَخِرُ مُتَکَبِّرٌ طَالِبُ لِلرِّیَاسَۃَ

پھر قص کے معنی قصّے اور حکایتیں بیان کرنا ہے اور مواعظ ہیں اور کہا گیا ہے کہ مراد اس سے خاص کر خطاب کرنا ہے۔ اسکے معنی یہ ہے کہ یہ فعل ان تینوں کے علاوہ کسی اور سے صادر نہ ہوگا۔ امیر سے مراد حاکم ہے، اور مامور سے مراد حاکم کا اجازت یافتہ یا مامور من عنداللہ جیسے بعض علماء و اولیاء۔ اور 'مختال' سے مراد 'مفتخر و متکبر' ہے جو ریاست کا طالب ہے۔

۔۔۔اس حدیث شریف اور اسکی شرح سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اوّلاً۔۔۔ وعظ کہنے والوں کی تین صورتیں ہیں جس کا ذکر صراحۃً حدیث شریف میں ہے۔

ثانیاً۔۔۔ مامور کی دو صورتیں ہیں 'ایک' مامور من السلطنت 'دوم' مامور من عنداللہ۔ اس صورت میں واعظین کی چار قسمیں ہوگئیں۔ 'اوّل' امیر و سلطان 'دوم' مامور من السلطنت 'سوم' مامور من عنداللہ 'چہارم' متکبر طالب حکومت و ریاست۔

ثالثاً۔۔۔ مامور من عنداللہ سے مراد علماء و اولیاء ہیں۔

رابعاً۔۔۔ اگر واعظ آمر یا مامور کچھ نہیں ہے تو یقینی طور پر اسکا متکبر اور طالبِ ریاست و شہرت ہونا متعین ہوجاتا ہے۔

خامساً۔۔۔ بعض لوگوں کے قول پر 'قص' سے مراد صرف خطبہ ہے۔ گویا خطبہ دینا بھی آمر یا مامور کا حق ہے۔ اسکے علاوہ جو بھی خطیب ہوگا اُس کا شمار تیسری قسم یعنی 'مختال' میں ہوگا۔

سادساً۔۔۔ مختال بڑا ہی ابن الوقت ہوا کرتا ہے۔ چونکہ فقط اسٹیٹ و ریاست کا وہ طالب ہوتا ہے، لہٰذا اُس کا ہر کام وقت کے تقاضے کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر دو وقت، دو متضاد تقاضے ہوں، تو وہ دونوں پر عمل کرے گا اور اسے اسکا غم نہ ہوگا کہ اسکے قول و عمل، تضاد و تخالف کا شکار ہوگئے ہیں۔ اور نہ اسے

اس بات کا افسوس ہوگا کہ اس کا موجودہ قول و کردار اسکے ماضی کے قول و فعل سے رسہ کشی کررہا ہے۔ اسے ان ساری باتوں سے کوئی مطلب نہیں۔ اسے تو اسٹیٹ چاہئے۔ جسکے دل و دماغ پر اسٹیٹ کا ایسا بھوت سوار نظر آئے اور وہ اپنی مطلب برآری کیلئے پوری فنی چابک دستی کے ساتھ عوام کو یہ سمجھانے کی کوشش کرے کہ اسٹیٹ ہی 'کل اسلام' ہے تو ایسے شخص کے بارے میں یقینی طور پر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ بہت بڑا ابن الوقت ہے اور بیشک 'امیر جماعت مختالین' ہے۔

سابعاً۔۔۔ چونکہ داعی و واعظ صرف آمر و مامور ہی (اپنی دونوں قسموں کے ساتھ) ہوسکتا ہے۔ لہٰذا ساری امت مسلمہ پر جس طرح ان کی اطاعت ضروری ہے اسی طرح یہ بھی لازم ہے کہ 'مختالین' کی اتباع سے اپنے کو بچائے۔ قرآنِ کریم نے بھی اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ صرف 'اولی الامر' کی اطاعت کو ضروری قرار دیا ہے۔

۔۔۔ارشاد باری ہے:

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ﴿النساء: ۵۹﴾

کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا اور حکومت والوں کا تم میں سے ﴿معارف القرآن﴾

یہاں 'اطاعت' سے مراد 'اطاعت شرعی' ہے اور 'اولی الامر' سے مراد علماء مجتہدین ہیں، خواہ بالواسطہ مراد ہو یا بلا واسطہ۔ بلا واسطہ کی شکل تو یہی ہے کے اولی الامر سے براہِ راست علماءِ مجتہدین یا وہ سلطانِ وقت جو خود عالم مجتہد ہو مراد لے لیا جائے۔ اس وقت آمر علماءِ مجتہدین کی صف میں ہوگا اور بالواسطہ کی صورت یہ ہے کہ اولی الامر سے مراد مطلقاً سلطان لے لیا جائے، خواہ وہ عالم شریعت ہو یا نہ ہو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اگر وہ خود عالمِ شریعت نہ ہو، تو پابند ہو کسی عالم مجتہد کا۔ اس صورت میں

سلطان کی حیثیت احکام کا نفاذ کرنے والے کی ہوگی، نہ کہ احکام کے استنباط کرنے والے کی۔ گویا رعایا کا حاکم سلطان ہوگا اور سلطان کے حاکم علماء مجتہدین۔ اب سلطان کی اطاعت درحقیقت علماءِ مجتہدین کی اطاعت ہوگی اور اگر سلطان علماء مجتہدین کی اطاعت سے آزاد ہوکر کوئی حکم دے تو اس کو تسلیم کرنا کسی پر لازم نہیں۔ بلکہ 'عدمِ تسلیم' لازم ہے۔ اس لئے کہ لاطاعة فی معصیة الله، اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔

مامور من السلطنت کو بھی اسی پر قیاس کیا جائے گا کہ اگر وہ خود عالمِ شریعت نہیں ہے تو اس پر لازم ہے کسی عالم مجتہد کے استنباط کردہ احکامات کا پابند ہو۔۔۔ اب داعی بننے سے پہلے ہر داعی پر ضروری ہے کہ وہ اپنے کو دیکھے کہ وہ آمر ہے یا مامور۔ اگر وہ ان دونوں میں سے کوئی نہیں تو دعوت وہدایت کا اسے قطعی حق نہیں۔ اب اگر وہ دعوت وتبلیغ کے اہم فرائض کی انجام دہی کی ناکام کوشش کرتا ہے، تو وہ یقیناً 'مختال' ہے۔۔۔ اسی طرح سامعین وقارئین پر لازم ہے کہ وہ دیکھیں کہ ہمیں صراطِ مستقیم کی دعوت دینے والا آمر ہے یا مامور۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی نہیں تو وہ اس قابل نہیں کہ اسکی باتوں پر کان دھرا جائے۔ وہ 'جماعتِ مختالین' سے ہے۔۔۔ ہدایت و تبلیغ سے پہلے 'تفقہ فی الدین' کا حصول ضروری ہے۔

۔۔۔ یہ آیت کریمہ اس پر شاہد عدل ہے:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ ﴿التوبہ:۱۲۲﴾

تو کیوں نہیں نکلتے انکے ہر قبیلہ سے کچھ لوگ جو دینی فقہ حاصل کریں اور تاکہ اپنی قوم میں خوفِ خدا پیدا کریں جب لوٹیں انکی طرف، کہ وہ لوگ ڈرنے لگیں ﴿معارف القرآن﴾

اس آیت کریمہ نے یہ بات بھی واضح کردی کہ نہ تو ہر فردِ امت، تفقہ فی الدین کے حصول کا مکلّف ہے اور نہ ہر کس و ناکس کو دعوت و تبلیغ کی اجازت ہے۔۔۔الحاصل ۔۔۔'حدیث قص' اس کی شرح اور ان دونوں کے جملہ نتائج اور انکی تمام تشریحاتِ مفیدہ کے کسی پہلو سے جاہل کو دعوت و تبلیغ کی اجازت نہیں ملتی۔۔۔خیال رہے جہاں جہاں میں نے عالم، اربابِ علم وفقہ وغیرہ الفاظ استعمال کئے ہیں اس سے میری مراد وہی عالم ہے جسکا ذکر اس حدیث شریف اور اسکی شرح میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرِثَةُ الْاَنْبِيَاءِ لَمْ يُوْرِثُوْدِيْنَارًا اَوَّلَا

دِرْهَمًا اِنَّمَا وُرِثُوْاالْعِلْمِ ﴿مشکوٰۃ﴾

بیشک علماء وارث انبیاء ہیں، نہ تو وہ دینار کے وارث ہوئے

اور نہ درہم کے۔ وہ صرف علم کے وارث ہوئے ہیں۔

۔۔۔اسی حدیث کی شرح (مرقات) میں ہے:

اِنَّمَا وُرِثُوْاالْعِلْمَ لِاِظْهَارِ الْاِسْلَامِ وَنَشْرِ الْاَحْكَامِ بِاَحْوَالِ الظَّا هِرِوَالْبَاطِنِ عَلٰى تَبَايَنِ اِجْنَاسِهٖ وَاخْتِلَافِ اَنْوَاعِهٖ

اور بیشک وارث ہوئے (علماء) علم کے اظہارِ اسلام اور اشاعت احکام کیلئے۔ احوالِ ظاہری و باطنی کے ساتھ ان کی اجناس و انواع کے تباین واختلاف کی بنا پر۔

۔۔۔الحاصل۔۔۔اظہارِ اسلام اور اشاعت احکام، انکے اہل ہیں علماءِ کرام، نہ کہ جہلائے بے لگام۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حدیث شریف کی روشنی میں یہ بات بالکل علانیہ کہی جاسکتی ہے کہ عالم وہی ہے جس کو وارث النبی کہا جاسکے۔ اور جو لفظ وارث النبی کا صحیح مصداق ہو۔۔۔اس مقام پر یہ تنبیہ ضروری معلوم ہوتی ہے کہ صرف علوم کی تحصیل سے

کوئی وارث النبی نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر کوئی انسان دنیا کے جملہ علوم وفنون حاصل کر لے لیکن دائرۂ اسلام میں اپنے کو داخل کر کے رسول ﷺ کی غلامی کا پٹّہ اپنے گلے میں نہ پہن لے، تو یہ تو ممکن ہے کہ، وہ اپنے علم وفن میں اپنے وقت کا 'جالینوس وافلاطون' ہو، لیکن وارث النبی نہیں ہوسکتا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

وارث النبی ہونے کیلئے سب سے پہلے نبی ﷺ کا غلام بننا پڑے گا اور انکے لائے ہوئے دین پاک پر دل سے ایمان لانا پڑے گا۔

عَلَیۡکُمۡ بِسُنَّتِیۡ وَسُنَّۃِ الۡخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیۡنَ

تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے

اَصۡحَابِیۡ کَالنُّجُوۡمِ بِاَیِّھِمۡ اَقۡتَدَیۡتُمۡ اِھۡتَدَیۡتُمۡ

میرے صحابہ مثل ستارے کے ہیں، جن کی اقتدا کرو گے راہ پاؤ گے

وَاتَّبِعُوۡا السَوَادَالۡاَعۡظَمَ فَاِنَّہٗ مَنۡ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارُ

سوادِ اعظم کی اتباع کرو، اسلئے کہ جو ان سے الگ ہوا، اُسے الگ کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا

وغیرہا وغیرہا۔

فرمانہائے نبوت سے ہدایت حاصل کرتے ہوئے رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی کے سوا خلفاء راشدین، صحابہء کرام اور سوادِ اعظم کو 'معیارِ حق' تسلیم کرنا پڑے گا۔ سنت رسول ﷺ پر عامل ہو کر، اہلسنّت، اور سنت جماعت صحابہ پر عمل کر کے، اہل جماعت۔ بالفاظ دیگر 'اہل سنت و جماعت' بننا پڑے گا۔ اپنے دل کو محبت رسول ﷺ کا مدینہ اور عظمت نبوت کا گنجینہ بنانا پڑے گا۔۔۔ لہٰذا۔۔۔ جن لوگوں کے مذہب میں رسول ﷺ کی محبت شرک اور رسول ﷺ کی عظمت کا اظہار کفر ہو۔ جنھیں رسولِ کریم ﷺ

کو اپنے زورِ خطابت میں ان پڑھ بادیہ نشین، ان پڑھ صحرا نشین، یہاں تک کہ بدوی تک کہہ دینے میں کوئی مضائقہ نہ ہو، جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اسرائیلی چرواہا کہہ کر گذر جانے کے عادی ہوں۔ جن کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں رہ جاتا، جن کو تنقید سے بالاتر سمجھا جائے۔ اور جن کے نزدیک قرآنِ کریم کو سمجھنے کیلئے اُس کی جملہ تفاسیر مرویّہ موجودہ دور کیلئے بیکار ہوں۔ محض اپنی عقل اور اپنے قیاس سے تفسیر کرنا، کرانا چاہتے ہوں۔ جو صحیح سے صحیح حدیث کی صحت ماننے کیلئے تیار نہ ہو اور جن پر صحیح ترین حدیث سے بھی حجت قائم کرنا دشوار ہو۔ جو دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں کو بیکار سمجھتے ہوں۔ دجال کے خروج کے بارے میں جو احادیث صحیحہ ہیں ان کو افسانہ بتانے میں جن کو کوئی باک نہ ہو۔ جو اس قسم کی روایات کو رسول ﷺ کے قیاسات و اندیشے سے تعبیر کر کے ان کی صحت کا بُطلان کر رہے ہوں۔ جو ایسا انقلاب چاہتے ہوں، جہاں اسلاف کے فقہی سرمایہ کی کوئی قیمت نہ ہو اور ایک ایسی ڈگری کی تلاش میں ہوں جو مجتہدینِ سلف میں کسی ایک کے علوم و منہاج کی پابند نہ ہوں۔ جسکے نزدیک اسلامی عبادت کی تشریح ایسی ہے، کہ بت پرست کی بت پرستی بھی عبادتِ الٰہی کے تحت آجاتی ہے۔

جن کی اصطلاح میں فرشتہ تقریباً اُسی کو کہتے ہیں، جس کو یونان و ہندستان وغیرہ ممالک کے مشرکین نے دیوی یا دیوتا قرار دیا ہے۔ مسئلہ قضا و قدر جنکے نزدیک، ضروریاتِ دین سے نہیں اور جن کے نزدیک امام مہدی کی، بالکل جدید ترین طرز کے لیڈر کی، حیثیت ہوگی۔ جنھیں نہ تو مقامِ ولایت وقطبیت حاصل ہوگا اور نہ ان کے کاموں میں کشف وکرامات کی جگہ نظر آئے گی۔ اور نہ الہام وریاضت کا پتہ ملے گا۔ جو مراقبہ، مکاشفہ، چلہ کشی، ریاضت اور اوراد و وظائف اور احزاب و اعمال کو دماغ کا خبط اور ذہنی چکر سمجھ رہے ہوں۔

جنکے نزدیک جملہ اولیاء وصوفیاء ہمیشہ شکارِ غفلت رہے اور جو مشائخ کرام اور ارباب 'من دون اللہ' میں کوئی فرق نہ محسوس کرتے ہوں۔ جنکے نزدیک صوفیائے کرام کی زبان واصطلاحات، رموز واشارات، لباسِ بیعت وارادت، اور ہر وہ چیز جو اس طریقہ کی یاد تازہ کرانے والی ہو، ذیابیطس کے مرض سے کم نہ ہو۔

جو انبیاء واولیاء، شہداء وصالحین ومجاذیب، اقطاب، ابدال، علماء ومشائخ سے تعلق محبت وعقیدت رکھنے کو، انکو خدا بنالینا سمجھتے ہوں۔ جنکے نزدیک فاتحہ، زیارات، نیاز ونذر، عرس، صندل، چڑھاوے مشرکانہ پوجاپاٹ کے قائم مقام ہوں۔

جو بزرگانِ دین کے تصرفات وکرامات کے منکر ہوں۔ یہاں تک کہ ان بزرگوں کی ولادت، وفات، ظہور وغیاب، کرامات وخوارق، اختیارات وتصرفات اور اللہ تعالٰی کے یہاں انکے تقربات کے واقعات کو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی کے دوش بدوش بتاتے ہوں۔ جو اسلام کی ایسی تشریح کرتے ہوں جسکی رو سے عامۃ المسلمین اور بے شعور بچے مسلمان نہیں رہ جاتے۔ جو اسلام کو دین فطرت نہ سمجھتے ہوں۔ حتیٰ کہ جہالت کے ساتھ مسلمان ہونا ناممکن بتاتے ہوں۔ جو حضور اکرم ﷺ کی کامیابی کو عرب کے جاہل عوام کا مرہونِ منّت ٹھہراتے ہوں۔ جو قرآنِ کریم کو ہدایت کیلئے تو کافی سمجھتے ہوں، لیکن نجات کیلئے کافی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ہدایت ونجات لازم وملزوم ہیں۔ جنکے نزدیک خانقاہوں اور مساجد میں رہنے والے مشائخ کرام تاریک خیال اور دنیا پرست ہوں۔ جو خالص اسلامی تصوف کو رواقیت، اشراقیت، مانویت، ویدانتزام کی آمیزش سے تیار شدہ ایک مرکب بتاتے ہوں۔ جو پرانے مفکرین اسلام ومحققین کے سرمایہء علم وتحقیق کو اس دور کیلئے بیکار وعبث سمجھتے ہوں۔ جنکے نزدیک ابھی تک کوئی مجدِّد کامل پیدا ہی نہ ہوا ہو۔ اور جو یہ بے دھڑک کہہ رہے ہوں کہ دنیا میں آج اسلام کہیں نہیں۔ جو قائلینِ امکان کذب اور منکرین علم غیب رسول ﷺ کے ردوابطال کو

گوارا نہ کرتے ہوں۔ جو تقدیس رسالت کی نفی ہی کو توحید الٰہی سمجھ رہے ہوں۔۔۔
الحاصل۔۔۔جو آمنا باللہ وبالیوم الآخر تو کہتے ہوں، لیکن قرآنی لب ولہجہ میں
ماھم بمؤمنین کے زمرہ میں آتے ہوں۔اور جب ان سے یہ کہا جائے کہ اٰمنوا
کما اٰمن الناس ، ویسا ایمان لاؤ جیسا لوگ لا چکے، اسی راستے پہ چلو جس پر اسلافِ
امت چل چکے، تو وہ یہ کہہ کر آگے بڑھ جاتے ہوں کہ أنومن کما اٰمن السفھاء،
کیا ہم ویسا ایمان لائیں جیسا کہ بیوقوف واحمق لوگ ایمان لا چکے۔ ہم اس راستے
پر چلنے کیلئے تیار نہیں جس پر اسلاف چلے۔ اسلئے کہ وہ سب بیوقوف واحمق تھے جنھوں
نے قرآن وسنت کو سمجھنے کیلئے تفاسیر واحادیث کے پرانے ذخیروں ہی پر اعتماد کرلیا اور
کلامِ خدا اور ارشادِ نبوی ﷺ کی اپنے طرف سے تفسیر بالرائے نہیں کی۔

ایسے لوگ جو مذکورہ بالا خیالات وعقائد کے حامل ہوں، اسلام کی دعوت و
تبلیغ کا حق نہیں رکھتے، خواہ وہ ساری دنیا کے علوم وفنون کی سند اپنے پاس رکھتے ہوں۔
انکے پوری جماعت 'مختالین' کی جماعت ہوگی۔ اور انکا امیر جماعت 'امیر جماعت
مختالین' ہوگا۔ اسلئے دین اسلام کی دعوت وتبلیغ اور مسلمانوں کی ہدایت واصلاح کا وہی
حقدار ہے جو شریعت کا علم رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے عقیدہ وعمل میں ہدایت یافتہ بھی
ہو۔ ورنہ وہ علماء کے زمرے میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ اسلئے کہ ہر عالم کیلئے وارث
النبی ﷺ ہونا ضروری ہے۔ اور ایسے لوگ جنکے اوصاف کی طرف میں اشارہ کر چکا
ہوں، ان جہلائے نامدار سے کم نہیں، جن کا ذکر اس حدیث شریف میں ہے:

اِتَّخَذَ النَّاسَ رَؤُسًا جُھَالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتُوْا
بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْ اَوْاَضَلُّوْا ﴿مشکوٰۃ﴾

لوگ جاہلوں کو امیر بنائیں گے۔ پس ان سے سوال کئے جائیں گے
اور وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے۔ خود گمراہ ہوں گے دوسروں کو گمراہ کریں گے۔

۔۔۔مرقات میں ہے:

اِتَّخَذَ النَّاسَ رُؤُسًا اَیْ خَلِیْفَةً وَقَاضِیاً وَمُفْتِیًا وَاِمَامً اَوْشَیْخًا جُھَالًا اَیّ جُھْلَةً فَسُئِلُوْ فَافْتُوْاَیّ اَجَابُوْا وَحَکَمُوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا اَیْ صَارُوْا ضَالِّیْنَ وَاَضَلُّوْا اَیْ مُضَلِّیْنَ لِغَیْرِھِمْ فَیَعُمَ الْجَھْلُ الْعَالَمْ

لوگ جہال، یعنی جاہلوں کو اپنا امیر یعنی خلیفہ، قاضی، مفتی اور امام وپیر بنائیں گے اور اُن سے سوالات ہوں گے، وہ فتوے دیں گے یعنی جواب دیں گے اور حکم کریں گے بغیر علم کے، پس خود گمراہ ہوجائیں گے اور گمراہی پھیلائیں گے یعنی دوسروں کو گمراہ کریں گے، تو جہالت عالم میں عام ہوجائے گی۔

اس مقام پر میں دعوت وتبلیغ کا جذبہ رکھنے والے تمامی حضراتِ مسلمین سے گذارش کروں گا کہ بیشک آپ کا 'جذبہء دعوت وتبلیغ' قابلِ قدر جذبہ ہے اور اس مقدس جذبہ کے رکھنے کی وجہ سے آپ حضرات لائقِ صدستائش ہیں۔ لیکن اس بات کو نہ بھولئے کہ جس خدائے رحمٰن نے آپ کے قلوب میں اس مقدس جذبہ کو پیدا کیا ہے، اسی مالکِ حقیقی نے اسکو بروئے کار اور عملی دنیا میں لانے کیلئے کچھ اصول وضوابط بنادیے ہیں، جسکی طرف آیاتِ سابقہ اشارہ فرمارہی ہیں۔ اور جسکی تشریح گذر چکی ہے۔ لہٰذا ایمان باللہ کا تقاضہ یہ ہے کہ جب نااہلوں کو دعوت وتبلیغ کی اجازت 'من جانب اللہ' نہیں ہے، تو چاہیئے کہ ہر ایسا شخص جو اسکا اہل نہیں ہے، خواہ اسکے دل میں اسکا کتنا ہی جذبہ ہو مگر وہ اس میدان میں نہ آئے۔

امید ہے انصاف ودیانت کی کسی عدالت میں بھی، میری یہ آواز، 'صدا بہ صحرا' نہ رہے گی۔ اور لوگ جذبات سے الگ ہوکر مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کر کے کوئی

صحیح نتیجہ نکالیں گے۔اور ایسا نتیجہ نکالیں گے، جواللہ ورسول کی خوشنودی کا سبب ہوگا۔
اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان اپنے خدااور رسول ﷺ کے احکامات کا عملی طور پر احترام کرتا ہے یا موجودہ دور کے ابن الوقتوں اور 'مختالین' کے ہاتھوں کا کھلونا بنتا ہے۔

ایک بات اور عرض کرتا چلوں جس سے بہت سارے شکوک خود بخود رفع ہو جائیں گے۔عالم شریعت کی دو قسمیں ہیں ﴿۱﴾ مجتہد ﴿۲﴾ غیر مجتہد۔پھر مجتہد کے چھ طبقے ہیں:

﴿۱﴾۔۔۔**مجتہد فی الشرع:** یہ وہ حضرات ہیں جنھوں نے اجتہاد کر کے قواعد بنائے۔جیسے ائمہ اربعہ۔

﴿۲﴾۔۔۔**مجتہد فی المذہب:** یہ وہ حضرات ہیں جو ان اصولوں میں تقلید کرتے ہیں اور ان اصول سے مسائل شرعیّہ فرعیّہ خود استنباط کر سکتے ہیں۔۔۔مثلاً: امام ابو یوسف، امام محمد و ابن مبارک۔یہ قواعد میں حضرت امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں اور مسائل میں خود مجتہد۔

﴿۳﴾۔۔۔**مجتہد فی المسائل:** یہ وہ حضرات ہیں جو کہ قواعد و مسائلِ فرعیّہ دونوں میں مقلد ہیں۔مگر وہ مسائل جن کے متعلق ائمہ کے تصریح نہیں ملتی ان کو قرآن وحدیث وغیرہ، دلائل سے نکال سکتے ہیں۔۔۔مثلاً: امام طحاوی، قاضی خاں، شمس الائمہ سرخسی وغیرہ۔

﴿۴﴾۔۔۔**اصحاب تخریج:** یہ وہ حضرات ہیں جو کہ اجتہاد تو بالکل نہیں کر سکتے۔ ہاں ائمہ میں سے کسی کے مجمل قول کی تفصیل فرما سکتے ہیں جیسے کہ امام کرخی وغیرہ۔

﴿۵﴾۔۔۔**اصحابِ ترجیح:** یہ وہ حضرات ہیں جو امام صاحب کی چند روایات میں سے بعض کو ترجیح دے سکتے ہیں۔یعنی اگر کسی مسئلہ میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے دو قول روایت میں آئیں، یا امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہو، تو کسی قول کو ترجیح دے

سکتے ہیں۔ ھٰذا اولٰی یا ھٰذا اصح وغیرہ الفاظ سے، جیسے صاحب قدوری و صاحب ہدایہ وغیرہ۔

﴿۶﴾۔۔۔ **اصحاب تمیز:** یہ وہ حضرات ہیں جو کہ ظاہر مذہب اور روایاتِ نادرہ، اسی طرح قولِ ضعیف اور قوی واقوے میں فرق کر سکتے ہیں۔ کہ اقوالِ مردودہ اور روایاتِ ضعیفہ کو ترک کر کے صحیح روایات اور معتبر قول لیں۔ جیسے کہ صاحب کنز و صاحب درمختار وغیرہ (مقدمہ شامی)۔

جن میں ان چھ وصفوں میں سے کچھ بھی نہ ہوں وہ غیر مجتہد اور مقلد محض ہے۔ جیسے ہمارے زمانے کے سارے علماء۔ ان کا صرف یہی کام ہے کہ کتاب سے مسائل دیکھ کر لوگوں کو بتا دیں۔ گویا یہ لوگ صرف اسی تبلیغ و ہدایت کے مکلّف ہیں کہ اسلاف کی بنائی ہوئی ڈگر پر خود چلیں اور دوسروں کو چلائیں۔ اور جو ان سے بھی گیا گذرا ہے، اس کا کام صرف ہدایت حاصل کرنا ہے نہ کہ ہدایت دینا۔

یہ بھی خیال رہے کہ جو جس مقام کا عالم ہوگا اسکا دائرۂ دعوت وتبلیغ اسی مقام کے مناسب ہوگا اور اس کو من جانب اللہ اسی کی تکلیف دی جائے گی۔ صریحی احکام۔۔۔ مثلاً: پانچ نمازیں، نماز کی رکعتیں، تمیں روزے، روزے مین کھانا پینا حرام ہونا، اس میں کسی کی تقلید جائز نہیں۔۔۔ لہٰذا۔۔۔ اس کے ثبوت کیلئے فقہ اکبر کے بجائے، قرآن وحدیث کو پیش کیا جائے گا۔ جس طرح ان عقائد میں تقلید جائز نہیں ہے، جن پر اعتماد ہر مکلّف کیلئے ضروری ہے، جس پر اربابِ سنت وجماعت یعنی اشاعرہ وماتریدیہ ہیں۔ ﴿مقدمہ شامی﴾

تقلید، فقط ان مسائل میں کی جائے گی جو قرآن وحدیث یا اجماع سے اجتہاد و استنباط کر کے نکالے جائیں۔ ان مسائل میں غیر مجتہد پر مجتہد کی تقلید واجب ہے۔ اس تشریح وتوضیح سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو جس درجہ اور جس مقام کا عالم شریعت

ہوگا، اسکواسی قسم کی دعوت وتبلیغ اور ہدایت واصلاح کا حق پہونچتا ہے جواسکے مقام کے لائق ہو۔اوراگراس سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالا گیا تو یہ 'تکلیف مالا یطاق' ہوگی۔

اب میں سائل سے براہِ راست مخاطب ہوکر گذارش کروں گا کہ دعوت وتبلیغ سے پہلے وہ اپنے گریبان میں سرڈالے، اپنے علم وعمل کے دست وبازو کی قوت کو سمجھے، پھر علمائے شریعت کے جس درجہ پر اپنے کو پائے، اپنی دعوت وتبلیغ میں اسی کے تقاضوں کو پورا کرے۔اورآگے بڑھ کراپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔اوراگرعلمائے شریعت کی کسی منزل میں نہ ہو، تو صرف ہدایت حاصل کیا کرے۔ ہدایت کرنے کا خواب نہ دیکھے۔ہدایت حاصل کرنے کی بات آگئی تو اتنا اور سماعت فرماتے چلئے۔

۔۔۔۔مشکوٰۃ میں ہے: عن ابن سیرین

اِنَّ ھٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا مِمَّا تَاخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ

یہ علم دین ہے، تو تم دیکھو، کہ اسے کس سے حاصل کررہے ہو

۔۔۔یعنی۔۔۔ طالب ہدایت اور طالبِ علم دین کیلئے ضروری ہے کہ اپنی اس طلب سے پہلے، اچھی طرح سمجھ بوجھ لے کہ، جس استاد کے آگے زانوئے تلمذرکھنا چاہتا ہے، وہ معلم یا جن لٹریچرس، یا کتابوں سے تحصیل علم کرنے کا خواہش مند ہے، انکے صنفین ہدایت یافتہ ہیں یا 'جماعت مختالین' سے ہیں۔اگرخدانخواستہ وہ 'جماعت مختالین' یاانکے لٹریچرس سے طالب ہدایت ہے، تواسکا یہ کردار صرف یہی نہیں کہ اثر ابن سیرین کی کھلی ہوئی خلاف ورزی ہے۔ بلکہ قرآن وحدیث سے اپنا مُنھ مُوڑنا ہے۔اسلئے جب کہ قرآن وحدیث نے بےعلم اور بےدین دونوں کو ہدایت کرنے کا حق ہی نہیں دیا ہے تو پھر لوگوں کو ان سے ہدایت حاصل کرنے کا حق کیسے مل سکتا ہے۔

غورتوکیجئے بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ جاہلوں اور بےدینوں سے تو یہ کہا جائے کہ تم ہدایت نہیں دے سکتے اورلوگوں کواسکی اجازت دی جائے کہ وہ جاہلوں اور بے

دینوں سے ہدایت حاصل کریں۔ تو یہ اپنے ہی قول میں تعارض پیدا کرنا ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق کہ بے دین سے ہدایت اور جاہلوں سے علم کی تحصیل شرعی نقطۂ نظر سے حرام ہے، آیات واحادیث اور آثار واقوالِ ائمہ سے کافی روشنی حاصل کی جا سکتی ہے، لیکن طوالت کے خیال سے اسی پر اکتفا کر رہا ہوں۔ ہاں اتنی بات عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں:

۔۔۔حدیث شریف میں ہے:

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَۃُ الْحَکِیْمِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَاَ حَقٌّ بِھَا

کلمہ حکمت حکیم کی مطلوبہ وگم شدہ چیز ہے تو وہ اس کو جہاں پائے
تو وہ (حکیم) زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس پر عمل کرے اور اسکی اتباع کرے

۔۔۔کلمہ حکمت کی تفسیر یہ کی گئی ہے:

قَالَ مَالِکٌ ھِیَ الْفِقْہُ فِی الدِّیْنَ

حضرت مالک نے فرمایا کہ فقہ فی الدین ہی کلمہ ٔحکمت ہے

۔۔۔اسی حدیث شریف کی تشریح میں فرمایا جاتا ہے:

وَالْمَعْنٰی اِنَّ کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ رُبُمَا تَفُوْہَ بِھَا مَنْ لَیْسَ لَھَا بِاَھْلِ ثُمَّ دَفَعَتُ اِلٰی اَھْلِھَا فَھُوَاَحَقَّ بِھَا مِنْ قَا ئِلِھَا۔

اس کا معنی یہ ہے کہ کلمہ ٔحکمت کبھی کبھی ایسے کے مُنہ سے بھی نکل جاتا
ہے جو اس کا اہل نہیں۔ پھر وہ کلمہ اپنے اہل تک پہنچا پس وہ اہل اس
پر عمل کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے اس کے قائل سے

۔۔۔اس حدیث اور اسکی شرح سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اولاً۔۔۔کلمہ ٔحکمت، حکیم کی مطلوبہ وگم شدہ چیز ہے نہ کہ جاہل کی۔ اسلئے

کہ کلمہ ءحکمت کوکلمہ ءحکمت سمجھنا حکیم ہی کا کام ہے۔

ثانیاً۔۔۔کلمہ ءحکمت سے مراد 'فقہ فی الدین' ہے۔۔۔لہٰذا۔۔۔حکیم سے مراد 'فقیہ فی الدین' ہوا۔

ثالثاً۔۔۔'فقیہ فی الدین' ہونے کے بعد انسان کو یہ اجازت ملی ہے کہ اگر نا اہل کی زبان سے نکلا ہوا کوئی کلمہ ءحکمت اس تک پہنچے تو وہ اس پر عمل کرے، اسلئے کہ اس صورت میں یہ نا اہل کی اتباع یا اس سے طلب ہدایت نہ ہوئی۔ کیونکہ نا اہل تو خود نہیں سمجھتا کہ میرے منہ سے جو نکلا ہے وہ کلمہ ءحکمت بھی ہے یا نہیں۔ بلکہ اس کلمہ کو کلمہ ءحکمت اس حکیم کے 'تفقہ' نے سمجھا ہے۔تو گویا وہ اپنی ہی سمجھی ہوئی بات پر عامل ہوا۔کلمہ اگر چہ نا اہل کی زبان سے نکلا ہے، لیکن حق عمل حکیم کو زیادہ حاصل ہے۔اسلئے کہ نا اہل خود نہیں سمجھتا کہ اسکے منھ سے جو کلمہ نکلا ہے وہ کلمہ ءحکمت بھی ہے یا نہیں۔

ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ آپ کسی کلمہ کو کلمہ ءحکمت، نا اہل، بے دین یا کسی جاہل کے کہنے سے تسلیم کریں، اور پھر اس پر عمل کریں، تو اب کہا جائے گا کہ آپ نے نا اہل، بے دین یا جاہل کی اتباع کر کے فعل حرام کا ارتکاب کیا ہے۔۔۔الحاصل۔۔۔ اگر بے دینوں کی کتابوں کو ردو ابطال اور تنقید وتبصرہ کیلئے دیکھا جائے اور اس سے تحصیل ہدایت اور طلب علم کا کوئی مقصد نہ ہو، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔لیکن اس کیلئے ضروری یہ ہے کہ دین کا پورا تفقہ پہلے حاصل کرلیا جائے۔بغیر اسکے، کسی کو ردو ابطال یا تنقید وتبصرہ کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔'فقیہ فی الدین' یا 'تفقہ فی الدین' سے ہماری مراد کیا ہے؟ اسکے کتنے مراتب ہیں؟ ہر ہر مرتبہ والے کو کن کن باتوں کی اجازت ہے؟ ان سب کی تفصیل بقدرِ ضرورت گزر چکی۔

اس مقام پر میں ان لوگوں کو زیادہ دعوتِ غور وفکر دوں گا، جو اپنے دین کے اصول وفروع سے بے خبر ہیں۔جن کا مبلغ علم، اردو کی چند کتابیں ہیں۔ جو اتنی

صلاحیت نہیں رکھتے، کہ جس زبان میں قرآن نازل ہوا۔ احادیثِ کریمہ کا ذخیرہ دستیاب ہوا، اس زبان کی کسی کتاب کو سمجھ سکیں۔ جو صراطِ مستقیم یعنی ان کے راستے سے بے خبر ہوں، جن پر اللہ کا انعام ہے اور جو منعم علیھم ہیں۔ اور قرآن کریم نے جنکی تعبیر، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین سے کی ہے۔۔۔ الحاصل۔۔۔ جو 'تفقہ فی الدین' نہیں رکھتے، اور پھر بے دینوں کے لٹریچرس کو اپنے لئے ہدایت و تحصیل کا ذریعہ بناتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اھدِ قَومِی فَاِنَّہٗ لَا یَعلَمُونَ۔

تمت
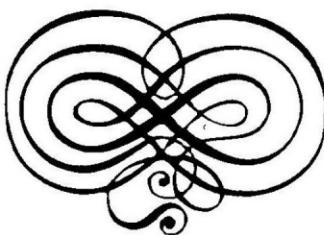
''گذارش''

اس ادارے کی سب سے اہم اشاعت ''معارف القرآن'' ہے جوکہ قرآن حکیم کا اردو میں نہایت شاندار ترجمہ ہے۔اور ہماری دوسری شائع کی ہوئی کتابیں بلا ہدیہ ہیں جوکہ صرف ڈاک کا خرچہ ارسال کرکے ہم سے منگوائی جاسکتی ہیں۔گذارش ہے کہ دین کا زیادہ سے زیادہ علم خود بھی حاصل کریں اور اپنے اہل خانہ کو بھی بہم پہنچائیں۔اُردو، انگلش اور دوسری زبانوں میں اسلامی لٹریچر فراہم کرنا اس ادارے کا ایک اہم مقصد ہے۔ہمارے دیئے گئے نمبروں پر فوراً ہم سے رابطہ قائم کیجئے۔

ادارہ

'تصدیق نامہ'

میں نے گلوبل اسلامک مشن، انک، نیویارک، یوایس اے کا اردو ترجمہء قرآن، بنام:

'فریضہء دعوت وتبلیغ'

کی طباعت کے وقت اسکے ہر صفحہ کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے۔

تصدیق کی جاتی ہے کہ اس میں موجود قرآن کریم کی آیاتِ کریمہ اور احادیث شریفہ کے الفاظ اور اعراب دونوں بالکل صحیح ہیں۔ اور میرا یہ سرٹیفیکیٹ درستگی اور اغلاط سے پاک ہونے کا ہے۔ دورانِ طباعت اگر کوئی زیر، زبر، پیش، جزم، تشدید یا نقطہ چھپائی میں خراب ہو جائے تو اسکا متن کتابت کی صحت سے تعلق نہیں ہے ---- علاوہ ازیں ---- کتاب ھذا میں کوئی مضمون ملک وملت کے خلاف نہیں ہے۔

فقط

المصدق

Syed Mohd. Azmat Ali Noori
Research & Registration Officer Auq
Sind.

سیّد محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
(محکمہء اوقاف، سندھ) کراچی

گلوبل اسلامک مشن، انک
نیویارک، یوایس اے